الاصابة فی تمییز الصحابة

مولانا نورالبشر صاحب، استاذ جامعہ فاروقیہ کراچی

”وہ کتابیں اپنے آباء کی......“ کے عنوان کے تحت اسلام کے مراجع ومصادر اور ماخذ میں سے کسی ایک کتاب کا تعارف پیش کیا جاتا ہے، اس مرتبہ شہرۂ آفاق کتاب ”الاصابة فی تمییز الصحابہ“ کا تعارف نذر قارئین ہے۔ (مدیر)

انواعِ علم حدیث میں سے ایک اہم نوع ”معرفة الصحابة“ ہے حضرات صحابہ کرام پر یوں تو بہت سے حضرات نے قلم اٹھایا ہے، چنانچہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ”نوع“ میں سب سے پہلے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل تصنیف فرمائی، اسی طرح صحابہ پر کام کرنے والوں میں خلیفہ بن خیاط، محمد بن سعد، یعقوب بن سفیان، ابو بکر بن ابی خیثمہ، ابوالقاسم بغوی، ابو بکر بن ابی داود، عبدان، مطیّن، ابن السکن، ابن شاہین، ابو منصور ماوردی، ابو حاتم بن حبان، طبرانی، ابن مندہ اور ابو نعیم رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ بہت سے حضرات ہیں۔

ان کے بعد امام ابو عمر یوسف بن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں مستقل کتاب تصنیف فرمائی اور اس میں انھوں نے اپنے امکان کی حد تک استقصا اور استیعاب سے کام لیا اور اس کا نام بھی اسی مناسبت سے ”الاستیعاب“ رکھا، لیکن ان سے بہت کچھ رہ گیا تھا چنانچہ ان کے بعد ابن فتحون رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ضخیم تکملہ لکھا۔ ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں علامہ عزالدین بن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جامع کتاب ”أسد الغابة“ کے نام سے تصنیف فرمائی، اس میں انھوں نے سابق علماء کی تمام تصانیف سے استفادہ کیا اور سب کو جمع کردیا، لیکن اپنے پیشرووں کی محض تقلید واتباع کی وجہ سے اس میں ایسے افراد کا ذکر بھی آگیا جو حقیقتاً صحابہ نہیں تھے، اسی طرح سابقہ تصانیف کے بہت سے اوہام اور غلطیاں بھی اس میں درج ہوگئیں۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی کتاب کو بنیاد بنا کر صحابۂ کرام کے ناموں کو مجرد کرکے ایک کتاب تصنیف کردی، جس میں انھوں نے ابن الاثیر رحمۃ اللہ علیہ کی غلطیوں اور تسامحات کی نشاندہی کی، لیکن انھوں نے بھی مکمل استیعاب نہیں کیا۔

اور آخر میں خاتمۃ الحفاظ شیخ الاسلام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیشرو تمام مصنفین کی کتابوں کو سامنے رکھ کر، اپنر محققانہ نظر کرکے اپنی کتاب ”الاصابة فی تمییز الصحابة“ تصنیف فرمائی، جو اب تک کی تصانیف میں سب سے جامع ترین تصنیف ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کی جامعیت کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اصل تعداد کا عشر یعنی دسواں حصہ بھی اس میں مذکور نہیں ہے۔ اس لیے کہ حافظ ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب روایتِ حدیث کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ ”جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو ایک لاکھ افراد سے زائد حضرات تھے جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا، خواہ یہ روایت سماعاً ہو یا رؤیۃً۔“

واضح رہے کہ یہ تعداد صرف رُواۃِ صحابہ کی ہے، ورنہ ایسے بہت سے صحابۂ کرام ہیں جنھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بھی حدیث قولی یا فعلی نقل نہیں کی۔

ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ کی ”الاستیعاب“ میں ساڑھے تین ہزار افراد کا تذکرہ ہے، جبکہ ابن الاثیر کی ”اسد الغابة“ میں ساڑھے سات ہزار سے کچھ زائد افراد مذکور ہیں۔

حافظ ابن حجر کی اس کتاب میں مکرر تذکروں سمیت تقریباً بارہ ہزار تین سو سے کچھ زائد افراد کا تذکرہ ہے۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس عظیم الشان جامع ترین کتاب کی تالیف ۸۰۹ھ میں شروع ہوئی اور ۸۴۷ھ میں جا کر مکمل ہوئی، گویا اس کی تالیف میں قریب قریب اڑتیس سال کا عرصہ لگا۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مسودہ کو یکے بعد دیگرے تین مرتبہ مختلف طریقوں سے مرتب کیا اور آخری دفعہ ہی کی شکل و صورت حتمی قرار پائی، باوجودیکہ اس کتاب کی تصنیف میں تقریباً چالیس سال کا عرصہ لگا لیکن پھر بھی یہ کتاب مکمل نہیں ہو پائی، کیونکہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ جابجا فرماتے ہیں یہ واقعہ "مبہمات" میں آئے گا، جب کہ "مبہمات" کے عنوان سے کتاب میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کی ابتدا "مقدمہ" اور تین فصول سے کی ہے۔

مقدمہ میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے "معرفۃ الصحابۃ" کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب کا تذکرہ فرمایا ہے اور اپنی کتاب کی ترتیب کی تشریح کی ہے جو ہم آگے لکھیں گے۔ جبکہ تینوں فصول میں سے پہلی فصل میں "صحابی کی تعریف" سے بحث کی ہے اس ذیل میں انھوں نے بہت مفید اور کارآمد بحث کی ہے۔ دوسری فصل میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات سے بحث کی ہے کہ کسی شخص کا صحابی ہونا کیسے معلوم ہوگا۔ اس فصل میں قابل قدر مباحث کے ساتھ ساتھ اس سلسلہ میں ایک ضابطہ بھی ذکر فرمایا ہے۔ تیسری فصل میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عدالت سے متعلق ایمان افروز تذکرہ ہے۔ اس فصل کے آخر میں حضرات صحابہؓ کرام میں سے جو حضرات فقہ و فتاوی سے منسلک تھے ان کا اجمالی تذکرہ بھی ہے۔ اس کے بعد اصل کتاب کی ابتدا ہوتی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب کو چار "اقسام" پر مرتب کیا ہے۔

۱......**القسم الاول:** پہلی قسم ان حضرات کے تذکروں کے لیے مختص ہے جن کا صحابی ہونا روایۃً ثابت ہو، خواہ یہ روایت خود ان کی اپنی ہو یا کسی دوسرے سے منقول ہو، اور پھر خواہ وہ طریق روایت صحیح ہو، حسن ہو یا ضعیف ہو، یا یہ کہ ان کا ذکر کسی بھی ایسے طریقہ سے ہو جس سے ان کے صحابی ہونے پر دلالت ہوتی ہو۔

حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اس "قسم اول" کو تین اقسام پر مرتب کیا تھا، لیکن پھر ان سب کو ایک کر دیا۔

۲......**القسم الثانی:** دوسری قسم میں اُن بچوں کا تذکرہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں صحابہؓ کرام کے گھروں میں پیدا ہوئے اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اس وقت یہ بچے ابھی سن تمیز کو بھی نہیں پہنچے تھے۔

اس قسم کو مستقلاً علیحدہ ذکر کرنے کی وجہ یہی ہے کہ ان حضرات کو صحابہؓ کرام میں شمار کرنا الحاقاً اور غلبہ ظن کی بنیاد پر ہے، کیونکہ عموماً یہ ہوتا تھا کہ حضرات صحابہؓ کرام کے ہاں اگر کسی بچہ کی ولادت ہوتی تو تحنیک و تبریک کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر کیا کرتے تھے، ان بچوں کا صحابہ میں شمار ہونا تو یقینی ہے۔ لیکن چونکہ محققین کے نزدیک ایسے صغار صحابہ کی روایات جو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرتے ہیں مرسل کہلاتی ہیں اس لیے ان کا تذکرہ مستقل "قسم" میں علیحدہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ مرسل صحابہ ہونے کی وجہ سے ان کی یہ روایتیں بالاتفاق مقبول ہیں۔

۳......**القسم الثالث:** تیسری قسم ان حضرات مخضرمین کے تذکرہ کے لیے مختص ہے جنھوں نے دور جاہلیت اور عہد اسلام دونوں کو پایا، البتہ کسی روایت میں یہ مذکور نہیں ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہے یا انھیں آپ کی زیارت ہوئی ہے، خواہ یہ حضرات آپ کی حیات ہی میں مشرف باسلام ہوئے ہوں یا آپ کے بعد۔

ایسے حضرات "مخضرم" کہلاتے ہیں اور یہ بالاتفاق صحابہ نہیں ہیں، حافظ ابن عبد البر اور ابن شاہین رحمہما اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ایسے حضرات کا جو تذکرہ اپنی کتابوں میں کیا ہے وہ صحابہ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک زمانہ کے تمام افراد کا احاطہ کرنے کے لیے ہے۔

۴.....القسم الرابع: چوتھی قسم ان حضرات کے تذکروں کے لیے مختص ہے جن کو سابق علماء کی تصانیف میں سہواً یا خطائً بر سبیل وہم وغلط صحابہ میں شمار کرلیا گیا، اس قسم میں حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے صرف ایسے اوہام اور غلطیوں کی نشان دہی کی ہے جو واضح تھیں، جہاں احتمال ہوا اس کا ذکر نہیں کیا۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کی "قسم رابع" اس حیثیت سے ممتاز ہے کہ اس موضوع کی طرف اتنے توسع کے ساتھ کسی اور نے پہلے توجہ نہیں دی، اس قسم میں انھوں نے ناموں کی تصحیف و تحریف کو واضح کیا ہے، کسی سند میں اگر کوئی نام، یا ادات کنیت "ابو" وغیرہ ساقط ہوگیا ہو تو اس کی وجہ سے جو غلطیاں لاحق ہوتی ہیں ان سے بحث کی ہے، بعض اوقات کسی راوی کی غلطی کی وجہ سے غیر صحابی کو صحابی سمجھ لیا جاتا ہے اس کی تحقیق کی ہے، بعض مواقع پر ناموں اور کنیتوں کی تعداد اور کثرت کی وجہ سے غلطیاں واقع ہوتی ہیں ان کو بیان کیا ہے، کبھی "قلب" کی وجہ سے، کبھی متشابہ اسماء کی وجہ سے غلطی لاحق ہوتی ہے ان کی وضاحت کی ہے، بعض ایسے افراد جو بعثت سے پہلے گزرے ہیں ان کو کسی نے صحابہ میں شمار کردیا، ایسے افراد کی نشان دہی کی ہے۔ اس طرح کی دسیوں قسم کے توہمات، اخطاء اور تسامحات کا ازالہ کیا ہے۔ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب کی مزید خصوصیات درج ذیل ہیں:

☆حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے (جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا) اپنی کتاب کو چار "اقسام" پر مرتب کیا ہے ہر "قسم" کو حروف تہجی پر مرتب کیا ہے، گویا حرف "باء" چار اقسام پر مشتمل ہے اسی طرح تاء ثاء وغیرہ۔ ان اقسام اربعہ میں مردوں کے اسماء اور کنیٰ بھی داخل ہیں اور عورتوں کے اسماء و کنیٰ بھی۔ ہر حرف کی "قسم" میں صاحب ترجمہ، ان کے والد اور داد کے ناموں میں بھی حرف اول، دوم، سوم، چہارم کی رعایت رکھی ہے۔ شاذ و نادر ہی اس کے خلاف ہوا ہے۔

جہاں کہیں کوئی نام "ذو" سے شروع ہو رہا ہے اس میں "ذو" کے بعد حرف کی رعایت رکھی ہے۔

☆حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اکثر اسماء کو حروف کے ساتھ ضبط کیا ہے اور اس کے تلفظ کو خوب واضح کیا ہے۔

☆حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب میں مکرر تذکرے بھی کافی ہیں۔

☆اسی طرح بعض "اقسام" میں بعض حروف کے تحت کوئی بھی شخص مذکور نہیں ہے۔

☆حروف تہجی کی ترتیب سے یاء تک پہنچنے کے بعد "باب الکنیٰ" مذکور ہے اور اس کے اختتام پر "باب النساء" میں بھی اسامی کو مقدم اور کنیٰ کو مؤخر کیا ہے، اور ان تمام عنوانات میں صرف "اقسام اربعہ" کی ترتیب رکھی ہے۔

☆حافظ رحمۃ اللہ علیہ اس کتاب میں بعض اوقات کسی شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے دوسری جگہ کا حوالہ بھی دے دیتے ہیں، جبکہ بعض اوقات تو دوسری کتابوں کی طرف محول کر دیتے ہیں۔

☆حافظ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں یوں تو بے شمار کتابوں سے استفادہ کیا ہے تاہم صرف صحابہؓ کرام پر لکھی جانے والی ان کتابوں کی تعداد ساٹھ کے قریب ہے جن سے انھوں نے بھرپور استفادہ کیا۔

یہ چند خصوصیات ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا، حقیقت یہ ہے کہ حافظ رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ایک بہت بڑا علمی ذخیرہ ہے اور ایک عظیم الشان بحر زخار ہے، اس کی تہہ میں پوشیدہ موتیوں تک کسی حد تک پہنچ غواصی کے بعد ہی ممکن ہے۔

"الاصابۃ" کے متعدد نسخے متداول ہیں، ان نسخوں میں سے ایک نسخہ چار جلدوں پر مشتمل ہے جس کے حاشیہ پر علامہ ابن عبدالبر کی "الاستیعاب" بھی مطبوع ہے، یہ نسخہ ٹائپ کے پرانے حروف کے ساتھ طبع شدہ ہے جبکہ حال ہی میں بعض عرب محققین کی تحقیق کے ساتھ کمپیوٹر پر نو جلدوں میں کتاب چھپ کر منظر عام پر آئی ہے جو اب تک سامنے آنے والے نسخوں میں سب سے شاندار ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام اور اہل علم کی طرف حافظ رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے دوسرے تمام اسلاف کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔